Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴ / ۳۹ | اتوار ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ، ۲۹ صلح ۱۳۶۸ہش، ۲۹ جنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۵

کوشش کرو کہ نئی صدی کا سورج آپکو ایک نئے جنم میں دیکھے

ہم نے گناہوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے دنیا بھر کے اسیروں کو رہائی دلانی ہے

جماعت احمدیہ ناروے کے جلسہ سالانہ ۱۹۸۸ء کے نام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کا خصوصی پیغام

جماعت احمدیہ ناروے کا جلسہ سالانہ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کو منعقد ہوا۔ اس موقع پر سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے جو خصوصی پیغام ارشاد فرمایا۔ اس کا متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا:

"میرے پیارے بھائیو! بہنو اور بچو!

یہ سن کر خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ ناروے کا جلسہ سالانہ ۳۱ فتح/دسمبر ۱۳۶۷ہش/۱۹۸۸ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ ..... (سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے)۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو آپ سب کیلئے برکتوں اور رحمتوں کا موجب بنائے اور آپ کے علم وعمل، اخلاص ووفا، ایمان اور تقویٰ میں ترقی دے۔

جماعت احمدیہ ناروے خدا تعالیٰ کے فضل سے (دعوت الی اللہ۔ ناقل) کے میدان میں یورپ کے دوسرے ممالک کے مقابل پر ایک خوشکن رفتار سے آگے بڑھ رہی ہے لیکن ابھی بہت سے خلا پورے کرتے باقی ہیں اور احباب جماعت اور خواتین کی ایک بڑی تعداد کو فعّال بنانے کی ضرورت ہے۔ ہر چند کہ ناروے کی جماعت سے میں خوش ہوں اور انکی خدمتِ دین کی لگن کو دیکھ کر جذبۂ تشکر دل میں پاتا ہوں اور ان کے لیے دعا کرتا ہوں لیکن اس حقیقت سے بھی غافل نہیں کہ آپ کی جماعت کے مرد وزن کی ایک بھاری تعداد ابھی تک نہ میدانِ عمل میں کودی ہے، نہ دعوت الی اللہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہو کر تربیت حاصل کرنی شروع کی ہے۔ اللہ کرے جلد تر رفتار میں تیزی پیدا ہو اور (دعوت الی اللہ۔ ناقل) کے بکثرت شیریں ثمرات آپ کو عطا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کی مدد فرمائے۔

(دعوت الی اللہ۔ ناقل) کے ساتھ ساتھ اپنے نفوس اور اپنے اہل وعیال کی تربیت اور اصلاح کی طرف خاص توجہ دیں کیونکہ جماعت احمدیہ پر نئی صدی کا سورج عنقریب طلوع ہونے والا ہے۔ اس صدی میں ہم نے اپنی کمزوریوں کوتاہیوں، اور غفلتوں کے لحافوں سے نکل کر اور اپنی ایسی عادتوں اور رسموں کی زنجیروں سے آزاد ہو کر داخل ہونا ہے جو ہمارے لیے اخلاقی اور روحانی ترقی میں روک بن رہی ہیں۔ ہم نے نہ صرف خود آزادی حاصل کرنی ہے بلکہ دنیا بھر کے اسیروں کو جو گناہ کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں، آزادی دلانی ہے۔ کیا حسرت کا مقام ہے کہ آج خدا کے بندوں کی بھاری اکثریت خدا کی بجائے فی الحقیقت اس کے بندوں کی عبادت کرتی ہے اور دنیاوی بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہے

پس کوشش کرو کہ نئی صدی کا سورج آپ کو ایک نئے جنم میں دیکھے۔ آپ کے اندر تقویٰ اور پاکیزگی کی ایک نئی روح پیدا ہو۔ آپ، لوگوں کو محض دینِ حدیٰ کی طرف بلانے والے ہی نہ ہوں بلکہ آپ اس دعوت الی اللہ کو اپنے صالح اعمال سے قوت دینے والے ہوں۔ حضرت (بانیٔ سلسلہ۔ ناقل) فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت میں وہی داخل ہوتا ہے جو ہماری تعلیم کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔ اور اپنی ہمت اور کوشش کے موافق اس پر عمل کرتا ہے۔ لیکن جو محض نام رکھا کر تعلیم کے موافق عمل نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک خاص جماعت بنانے کا ارادہ کیا ہے۔ اور کوئی آدمی جو دراصل جماعت میں نہیں۔ محض نام لکھانے سے جماعت میں نہیں رہ سکتا اُس پر کوئی نہ کوئی ایسا وقت آجائے گا کہ وہ الگ ہو جائے گا۔ اسلیے جہاں تک ہو سکے اپنے اعمال کو اس تعلیم کے ماتحت کرو جو دی جاتی ہے اعمال پروں کی طرح ہیں بغیر اعمال کے انسان روحانی مدارج کیلئے پرواز نہیں کر سکتا۔ اور ان اعلیٰ مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتا جو ان کے نیچے اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔" (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۴۳۹)

اللہ تعالیٰ آپ کے اعمالِ صالحہ کو رفعت بخشے اور پائے قبولیت میں جگہ دے اور آپ کی پرواز کو اتنا بلند کرے کہ (باقی صفحہ ۸ پر)

اخبارِ احمدیہ

حضرت سیدہ اُمّ متین مریم صدیقہ صاحبہ رقم فرماتی ہیں:

"تازہ اطلاع کے مطابق میری بھانجی رعنا بنت نواب مسعود احمد خان صاحب ملتان میں شدید بیمار ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں انکی صحتیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ مولا کریم اپنے فضل وکرم سے موصوفہ کو صحت یابی عطا کرے، دعاؤں کو قبول فرمائے دواؤں کو اثر کا حکم دیدے اور معجزانہ طور پر شفایابی عطا کرے"

اسیرانِ راہ مولیٰ
کے بارے میں
حضور کا اہم ارشاد

اسیرانِ راہ مولیٰ کے بارے میں فرمایا:

"آپ اپنے کام کو منظّم کریں اور ساری دنیا میں انکی مظلومیت کا احساس بیدار کرنے کیلئے مستعد ہو جائیں۔"

پھر فرمایا:

"خاص طور پر ان دعاؤں پر زور دیں کہ اگلی صدی کا دن نہ چڑھے کہ یہ لوگ ابھی قید کی حالت میں ہوں اور اس سے پہلے یہ لوگ آزاد ہوں اور ہمارے ساتھ نئی صدی کے جشن میں ہر طرح سے شامل ہوں۔"

(الفضل ۲۴ جنوری ۱۹۸۹ء)

صدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے صدقہ کی تحریک

حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے"

فضل عمر ہسپتال خدمت خلق کی قابل رشک تاریخ کا مالک ہے۔ ہزاروں لوگ یہاں احباب کرام کے عطیات سے مفت شفا پاتے ہیں۔ اس ہسپتال کے مستحق مریضوں کے لئے صدقہ کی رقوم ارسال فرما کر اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۹ صلح ۱۳۶۸ہش ۲۹ جنوری ۱۹۸۹ء

ملکی حالات اور ہماری ذمّہ داری

ملکی حالات سے نہ ہمیں بے خبر رہنا چاہیئے نہ لاتعلق۔ ہر شہری کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ جاننے کی کوشش کرے کہ ملک کن حالات سے گذر رہا ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی اس سے کسی نہ کسی طرح متاثر ہوتا ہے۔ بعض اوقات ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہم جنوب میں رہتے ہیں اور کوئی واقعہ شمال میں ہوا ہے یا ہم شمال میں رہتے ہیں اور واقعہ جنوب میں ہوا ہے اس لئے ہمیں اس سے کیا تعلق۔ حقیقت یہ ہے کہ ملک میں ہونے والا کوئی بھی واقعہ حدود کو پھیلا کہیں کا کہیں پہنچ سکتا ہے اور اس طرح دور دراز تک اپنے اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ اور ہم بھی خواہ ملک کے کسی حصہ کے باشندے ہوں اس کی لپیٹ میں آ سکتے ہیں۔

سیاسی کشمکش ہو تو غیر سیاسی لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ معاشی بحران ہو تو امیر، غریب اور خاص طور پر غریب لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔ یا ان کی خرید کی طاقت کم ہوگئی ہے یا چیز ہی نہیں ملتی۔ ان حالات میں بھلا کوئی کس طرح لاتعلق رہ سکتا ہے۔

موجودہ حالات جنمیں سے ہم گذر رہے ہیں۔ کئی جہات سے تشویش کا باعث ہیں۔ کشمکش صرف محسوس نہیں ہو رہی۔ نظر آرہی ہے اور اس کے حل کی کوئی شکل سامنے نہیں آرہی۔ جمہوریت کے عمل کا آغاز تو ہوگیا ہے لیکن جمہوریت کی روح مفقود ہے۔ یا بہت ہی کم ہے۔ اور یہ بات ایسی ہے جو ہر وقت ایک تلوار سر پر لٹکائے رکھتی ہے۔

تعلق کا ہم اس طرح اظہار کر سکتے ہیں کہ اپنے ماحول میں جمہوریت کی روح پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے حال ہی میں فرمایا ہے کہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ حکمرانوں کو بھی اور غیر حکمرانوں کو بھی یہ بتاتے رہیں ـــــ اور سمجھاتے رہیں ـــــ کہ وہ تاریخ کا مطالعہ کریں اور دیکھیں کہ کن واقعات نے کیا نتائج پیدا کئے تھے۔ تاکہ احتیاط کی جا سکے۔ اور ان گڑھوں میں گرنے سے بچا جائے جن میں ہم سے پہلے لوگ گرے تھے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا بھی کریں کہ وہ حکمرانوں کو بھی اور ان کو بھی جو حکومت میں نہیں ہیں۔ ہوشمندی عطا فرمائے اور غلط فیصلوں سے انہیں بچائے۔

میرے پاس تو ایک سپر ہے انکے ہاتھوں میں تلوار
پھر بھی ڈر کے مارے ان کا حال ہے حالِ زار
شائد کوئی فوجِ ملائک گھور رہی ہے ان کو
ساری دنیا روک نہ پائے گی جس کی یلغار

الواقبال

انعام پھر کہاں

یہ دَور، یہ زمانہ، یہ ایّام پھر کہاں
اس طرح قید و بند کے انعام پھر کہاں

صدیوں کے بعد ملتی ہیں ایسی سعادتیں
آرامِ جاں ہیں جو بھی وہ آلام پھر کہاں

تاریخ تو کرے گی رقم معتبر ہمیں
رکھتے ہیں اپنے دوست جواب نام، پھر کہاں

ہونا اسیرِ راہِ خدا ہے شرف کی بات
یہ ابتلا نہیں ہے، تو اکرام پھر کہاں

دو چار لوگ درپئے آزار ہیں تو کیا
یہ بھی نہ ہوں تو رونقِ دشنام پھر کہاں

کچھ زلزلے زمیں پہ ہیں کچھ قلب و روح میں
یوں عرش کو ہلانے کا اقدام پھر کہاں

کھو جائیں بھیڑ میں نہ شرافت کے ولولے
یہ چار دانگ پھیلے ہوئے دام پھر کہاں

بازی لگا رہے ہیں نسیم اپنی جان کی
اتنے حسین جلوے لبِ بام پھر کہاں

(نسیم سیفی)

شمعِ احمدیت کے پروانو!

الفضل آپ کے پیارے اور محبوب امام سیدنا حضرت فضل عمر کے مقدس ہاتھوں کا لگایا ہوا پودا اور آپ کا مرکزی آرگن ہے۔

- اس کی بہتری اور توسیع اشاعت کے لیے کوشش کرنا آپ سب کا ایک ضروری اور دینی فریضہ ہے۔
- آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کے ہر میدان میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ یہ بات بھی ہمیشہ مدِنظر رکھیئے کہ۔ الفضل کی توسیع اشاعت بھی آپکی ترقی کا ایک زینہ ہے۔

(مینیجر)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

رفقاء حضرت اقدس

حضرت سیٹھی غلام نبی صاحب

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ نے آج سے ایک صدی قبل الٰہی منشاء کے مطابق ایک پاک جماعت کا قیام فرمایا تھا۔ آپ کے جلیل القدر رفقاء جنہوں نے احمدیت کو اس کی ابتدائی حالت میں قبول کر کے پاک جماعت میں شمولیت فرمائی تھی۔ ان وجودوں کی حیثیت احمدیت کے قافلے کے لئے روشنی کے ایک مینارہ کی سی ہے۔ ان پاک وجودوں کے حالات سامنے آنے سے سیدنا حضرت اقدس کی اس پاک قوت کا بھی مشاہدہ ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی اور اس پاک قوت کی بدولت ہزاروں لاکھوں روحانی اندھے سجاکھے ہو گئے اور جو موت کے گڑھوں میں پڑے ہوئے تھے زندگی پا گئے۔ ان کے دلوں میں عشق و محبت کی ایسی آگ روشن ہو گئی تھی جس نے گناہوں کو خس و خاشاک کی طرح بھسم کر کے رکھ دیا۔ اور ان وجودوں میں ایسی پاک تبدیلی آئی کہ کلیتہً ایک نیا وجود بن کر دنیا کے سامنے آئے۔ یہ پاک وجود دنیاوی طور پر نہایت معمولی حیثیت رکھنے والے لوگ تھے لیکن ان وجودوں کے حالات سامنے آتے ہیں تو ہر احمدی کے دل میں محبت کا ایک سیلاب امڈ آتا ہے اور ان کے لئے درد دل سے دعا نکلتی ہے۔ ان کی اس پاک تبدیلی اور عشق کے نظاروں پر جہاں انسانی روح سر دھنتی ہے وہاں ان کے ایثار، وفاداری اور قربانی کو دیکھ کر انسانی عقل بھی حیران اور دنگ رہ جاتی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ کے ایک جلیل القدر ابتدائی رفیق جنہیں حضرت اقدس کے زمانہ میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خود ان کی تحریر کردہ قبولِ احمدیت کا واقعہ اور چند ابتدائی حالات ذیل میں ہدیۂ قارئین کئے جا رہے ہیں۔

۱۸۹۲ء کا واقعہ ہے کہ میں راولپنڈی تھا چوہدری محمد بخش صاحب سیالکوٹی (چچا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب) راولپنڈی تشریف لائے اور میرے پاس ذکر کیا کہ مرزا غلام احمد نے دعویٰ کر دیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ وہ کون سا مرزا ہے اور کہاں رہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ مرزا ہے جس کی پادریوں سے گفتگو ہوئی تھی تو پادری بھاگ گئے تھے۔

میں نے دریافت کیا کہ ہر دو مولوی صاحبان (مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب) کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ تو مان گئے ہیں۔ میں نے کہا لاؤ قلم دوات اور کارڈ ہم بھی بیعت کا خط لکھ دیں کیونکہ زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں ہے (میں بعارضہ بخار بیمار پڑا ہوا تھا) وہ کارڈ لائے اور انہوں نے ہی لکھا میں نے فقط دستخط کئے۔

مولوی صاحبان (مولوی نورالدین صاحب و مولوی عبدالکریم صاحب) سے پہلے سے میرا کسی قدر تعلق تھا۔ اب تو حضرت صاحب کے اشتہار آتے اور ہم شہر میں بانٹ دیتے۔ ادھر گھر والے مخالف ادھر باہر کے لوگ دوکان کے سامنے کھڑے ہو کر کہتے کہ یہ دوکان کافروں کی ہے۔ گھر کے لوگ کہتے کہ اگر یہی حال چند دن رہا تو ہم لٹ جائیں گے مگر ہم ثابت قدم رہے۔

تھوڑی مدت کے بعد میں قادیان گیا جس وقت چوک میں یکہ سے اترا تو آگے تخت پوش پر مرزا امام الدین اور چند آدمی حقہ پی رہے تھے۔ میں نے حضرت صاحب کا پتہ پوچھا اور انہوں نے جواب دیا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا۔ راولپنڈی سے آیا ہوں۔ اس پر انہوں نے گول کمرہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں جاؤ۔ گول کمرہ میں آیا تو حافظ حامد علی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مجھ کو بالاخانہ میں لے گئے۔ وہاں پر حضرت صاحب سے مصافحہ کیا۔ حضور کھڑے رہے اور مجھ کو اشارہ کیا کہ چارپائی پر بیٹھو۔ میں نے عرض کی کہ آپ چارپائی پر تشریف رکھیں۔ میں چٹائی پر بیٹھوں گا کیونکہ ہم پیروں کے آداب کے عادی تھے مگر پاس ہی ایک شخص کھڑا تھا۔ ایسا یاد پڑتا ہے کہ مستری حسن الدین صاحب سیالکوٹی تھے۔ وہ ان دنوں حضور کے مکان کی مرمت کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تابعداری کرو چنانچہ میں چارپائی پر بیٹھ گیا۔ حضور نے ایک بکس کھول کر مصری نکالی اور گلاس میں ڈال کر خود ہی گھڑے سے پانی ڈالا اور شربت بنا کر مجھ کو دیا کہ پیو۔ میں نے وہ لے کر پی لیا۔ پھر روٹی کے متعلق دریافت فرمایا۔ عرض کیا کہ میں بٹالہ سے کھا آیا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ گرمی سخت ہے اور گرمی میں آئے ہیں۔ آپ نیچے گول کمرہ میں آرام کریں۔

حافظ صاحب نے چارپائی بچھا دی اور میں لیٹ رہا۔ ظہر کی نماز چھوٹی بیت الذکر میں پڑھی۔ اس وقت حضرت صاحب کے کمرہ میں ایک کرسی ایک میز اور ایک چارپائی ایک چٹائی۔ اور ایک پرانا سا بکس کل اثاثہ تھا۔ چند دن میں وہاں رہا۔ مگر نہ آدم نہ آدم زاد فقط ہم تین چار آدمی تھے۔ پھر میں رخصت ہو کر بھیرہ آیا۔ اور حضرت مولوی صاحب سے ملاقات کی اور وہاں سے راولپنڈی کو روانہ ہوا۔ اس سفر اور ملاقات سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ شخص یقیناً صادق ہے اور اس کے بعد تو میری غیر حاضری میں دھڑا دھڑ کفر کے فتوے لگنے شروع ہوئے۔

میری بیوی کو اٹھرا کی بیماری تھی اسے ساتھ لے کر قادیان گیا تاکہ وہاں حضرت مولوی صاحب سے علاج کرواؤں۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور (یعنی حضرت اقدس بانی سلسلہ) باغ میں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ حضرت اماں جان کے علاوہ دیگر عورتیں بھی تھیں۔ وہاں آپ نے مالی سے فرمایا کہ شہتوت توڑ لاؤ۔ تاکہ یہ سب کھاویں۔ میری بیوی خود شہتوت پر چڑھ کر اپنے ہاتھ سے کچھ شہتوت توڑ لائی اور حضور کے سامنے رکھے۔ حضور نے دیکھ کر فرمایا کہ مالی والے صاف نہیں ہیں اور یہ صاف ہیں۔ اس پر حضرت اماں جان نے فرمایا کہ یہ غلام نبی کی بی بی ہاتھ سے توڑ کر آپ کیلئے لائی ہے۔ اس پر حضور نے اوپر دیکھا اور فرمایا کہ خدا اس کو بیٹا دے“۔

میں شہر میں مولوی صاحب کے مطب میں بیٹھا تھا کہ مولوی صاحب کھانا کھا کر گھر سے آئے اور مجھ کو مبارکباد دی کہ اب کسی دوائی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضور نے یہ الفاظ فرمائے ہیں جو پورے ہوں گے۔

دو چار یوم کے بعد میں نے رخصت طلب کی اور روانہ ہونے کے لئے حضور سے مصافحہ کیا تو حضور وداع کرنے کو ہمراہ آئے۔ جب یکہ پر چڑھنے لگا تو فرمایا واپس چلو۔ چند یوم اور رہ جاؤ یکہ والے کے متعلق کہا تو فرمایا

”دو چار آنے اس کو ہم دیدیں گے راضی ہو جائے گا“

اس پر واپس مڑے اور چند یوم رہ کر پھر میں نے رخصت طلب کی کہ حضور جانے کو دل تو نہیں چاہتا مگر شراکت کی تجارت ہے اس واسطے جانا ضروری ہے چنانچہ اجازت لے کر راولپنڈی آ گیا۔

تھوڑی مدت بعد لڑکا پیدا ہوا اور ڈیڑھ سال کا ہو کر فوت ہو گیا۔ اس پر میں نے حضور کو خط لکھا کہ حضور یہ لڑکا تو آپ کا معجزہ تھا اور امید تھی کہ بڑی عمر والا اور سعادت مند ہو گا۔ حضور نے جواب میں خط لکھا (جو اب تک میرے پاس موجود ہے) کہ اس کے مرنے پر تو صبر کر کے اجر حاصل کرو اور دوسرے کی انتظار کرو۔ اس پر میں نے ساری برادری کو برملا سنا دیا کہ اب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو دوسرا آیا جانو۔ چنانچہ لڑکا پیدا ہوا جس کا نام "کرم الٰہی" ہے۔ اب زندہ ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو سعادت مند اور بڑی عمر والا کرے

ایک دفعہ کا واقعہ ہے میں مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے مکان پر معہ اہل و عیال کے رہتا تھا۔ رات کوئی بارہ بجے کا وقت ہو گا۔ کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا جب دروازہ کھولا تو دیکھا حضرت صاحب ایک ہاتھ میں لیمپ اور دوسرے ہاتھ میں بالٹی اور گلاس لئے کھڑے ہیں۔ اور فرمایا۔

”دودھ آ گیا ہے اس لئے میں آپ کے لئے لے آیا“۔

میں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اللہ اللہ یہ خاکساری اور انکساری ایسی۔

جب آئینہ کمالات چھپی ہے تو حضور نے ایک دفعہ فرمایا ایک ترکیب ہے کہ میں مضمون بنا لاتا ہوں۔ مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب مل کر عربی کر لیں۔ صبح کو حضور تشریف لاتے تو فرمایا کہ مجھ کو چالیس ہزار عربی مادہ کا علم دیا گیا ہے تھوڑی عبارت لکھ کر لاتے تھے حضرت مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اللہ اللہ ہم نے عمر عربی پڑھتے گزار دی مگر ایسی عبارت ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی۔

۱۹۲۰ء میں ہجرت کر کے قادیان آ گئے اور دارالرحمت میں مکان بنایا۔ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بموجب وصیت جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ دیکر رسید حاصل کر لی ہے۔ آگے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا قسمت پر منحصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کرے بعد کا جھگڑا کوئی نہیں رکھا فقط چھ روپیہ باقی ہے۔ ہو سکا تو دے دوں گا۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

سیرت و سوانح

سیدنا حضرت فضل عمر کی غیر معمولی مصروفیات اور محنت

مکرم عبدالباسط شاہد صاحب

سیدنا حضرت فضل عمر کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جماعت کی علمی، روحانی، جسمانی، اخلاقی، سیاسی غرضیکہ ہر رنگ میں عظیم الشان قیادت کی توفیق عطا فرمائی۔ ملکی و قومی اہمیت کے مسائل پر آپ کی رہنمائی اپنوں اور غیروں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ بین الاقوامی خدمت کے میدانوں میں بھی آپ کی قیادت ہمیشہ بنظر استحسان دیکھی جاتی ہے۔ آپ کی انتہائی مصروف اور معمور الاوقات زندگی کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔

جماعتی قیادت کے ابتدائی زمانے کی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا مرزا طاہر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

یہ ایام حضور ... کیلئے انتہائی مصروفیت کے ایام تھے۔۔ اعتراضات کا جواب دینا۔ جماعت کو ... زہریلے پروپیگنڈہ سے مامون و محفوظ رکھنا۔ نئی جماعتوں کے ایمان کی تقویت کے سامان پیدا کرنا۔ جماعت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو از سر نو مجتمع کرنا (صحیح قیادت و مرکز) کی اہمیت اور اصل منصب کو جماعت پر واضح کرنا۔ کثرت سے آنے والے زائرین سے ملاقاتیں کرنا اور خطوط کا جواب دینا۔ درس۔ امامت ... راتوں کو گریہ زاری کے ذریعہ اپنے رب سے مدد مانگنا۔ جماعت کے پریشان حال افراد کی ڈھارس کے سامان پیدا کرنا اور ان کے لئے دعائیں کرنا ... جماعت کی ترقی کیلئے کئی عارضی اور مستقل اقدامات کرنا ... (علمی) سوالات کے جواب زبانی اور تحریری طور پر دینا۔ غرضیکہ آپ کی زندگی ایک مصروف ترین انسان کی زندگی تھی۔ اللہ اللہ پچیس برس کی عمر میں کتنے بوجھ تھے ... جو آپ نے اپنے نوجوان کندھوں پر اٹھا لئے تھے۔ اس ایک دکھ کے لئے کتنے دکھ تھے جو آپ کے جواں سال دل میں سما گئے تھے۔ کتنے فکر تھے جو ہجوم کر کے آئے اور آپ کے ذہن کی فضا پر چھا گئے۔۔

اور حق یہ ہے کہ آپ کا ہر سانس آخر دم تک اس عہد کے نبھانے میں گزرا اور زندگی کی آخری راتوں تک آپ اس پر قائم و دائم رہے۔ یہ تو زندگی بھر نفس نفس کا ساتھ تھا جسے ہر طور نبھانا تھا۔ دکھ میں بھی اور آرام میں بھی۔ صبح اور شام دن اور رات ... عظیم ذمہ داریوں کو سینہ سے لگائے دل و جان سے عزیز تر کئے ہوئے زندگی کے آخری سانس تک آگے ہی آگے بڑھنا تھا۔

تحریر و تصنیف کا کام کرنے والے اس کام کی مشکلات و نزاکتوں کو خوب سمجھتے ہیں۔ حضور نے اس سلسلہ میں بھی غیر معمولی چستی و تیزی کی عجیب مثالیں پیش فرمائیں۔ "القول الفصل" (۸۷) صفحات کا رسالہ ایک دن میں لکھنے کے بعد اس پر اسی دن نظر ثانی کر کے اسے طباعت کے لئے دیدیا۔ ... ۳ صفحات کی ایک ضخیم علمی تصنیف حقیقۃ ... ۲۰ دن کے اندر اندر لکھ کر نظر ثانی کر کے کتابت و طباعت اور پروف ریڈنگ جلد سازی وغیرہ کے تمام کام اپنی نگرانی میں کروا کے شائع کر دی۔

سیدنا حضرت فضل عمر کے ایک اور علمی کام کی تکمیل کی دلچسپ روئداد امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد کے الفاظ میں درج ذیل ہے:

"... (دہلی کے ایک) جلسہ میں خود حضور کے ایک مضمون ... کا انگریزی ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ جس کا سامعین پر گہرا اثر ہوا۔ اس مضمون کی تیاری کا واقعہ بھی دلچسپی کا حامل ہے۔ دراصل یہ مضمون انگریزی زبان میں لکھا جانا تھا اور مکرم مولوی محمد دین صاحب ... کے سپرد تھا۔ مگر مولوی صاحب موصوف اپنی شدید مصروفیات کے باعث اس طرف کما حقہ توجہ نہ فرما سکے۔ چنانچہ ادھر ۳ مارچ کو جلسہ شروع ہونا تھا ادھر ۲ مارچ کی صبح کو حضور نے اس مضمون کی تیاری کا خود ہی بیڑہ اٹھایا۔ وقت چونکہ تھوڑا تھا۔ انگریزی میں اس کا ترجمہ بھی کیا جانا تھا۔ اکثر مقررین دہلی جا چکے تھے یا جا رہے تھے اس لئے اس کی تصنیف اس عجیب رنگ میں ہوئی کہ ۲ مارچ کو (دوپہر تک) آپ نے ایک حصہ لکھ کر امیر قافلہ حضرت مولوی محمد دین صاحب کے سپرد کیا تاکہ دہلی جاتے ہوئے راستہ ہی میں انگریزی میں ترجمہ مکمل کر لیں۔ پھر رات کے ۲ بجے پیچھے پیچھے منشی فخر الدین صاحب کے ہاتھ دوسرا حصہ بھجوایا۔ دوسرے روز جمعہ کا دن تھا چنانچہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے ہی تیسرا حصہ شیخ عبدالخالق صاحب ماہر عیسائیت کے سپرد کیا جو اسی وقت دہلی کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔ اس کے باوجود ابھی کچھ حصہ مضمون کا باقی تھا چنانچہ دو گھنٹہ کے اندر کچھ اور حصہ مضمون لکھ کر شیخ عبدالخالق صاحب کے پیچھے پیچھے ایک سائیکل سوار کو دوڑایا کہ بٹالہ پہنچ کر گاڑی روانہ ہونے سے قبل بقیہ مضمون شیخ صاحب کے سپرد کر دے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس سلسلہ کی یہ کڑی بھی آخری نہ تھی۔ چنانچہ ان کا بقیہ حصہ بھی مضمون نویسی ہی میں صرف ہوا۔ یہاں تک کہ رات بھیگ گئی لیکن آپ نہ تھکے نہ ماندہ ہوئے اور رات کے تین بجے آخری حصہ مضمون شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانی کے سپرد کیا گیا وہ لے کر جلد از جلد دہلی پہنچیں"۔

جماعت کے وہ بزرگ دوست جنہیں حضور کے ساتھ کام کرنے کی سعادت حاصل ہوتی رہی وہ متفقہ طور پر یہ گواہی دیتے ہیں کہ ۱۹۲۷ء کا پرآشوب زمانہ ہو یا ۱۹۵۳ء کی مخالفت کا طوفان تقسیم ملک کی قیامت صغریٰ ہو یا ملکی و قومی مفاد کے انتخابات، ہر مرحلہ پر حضور خود اپنے خدام کی قیادت فرماتے۔ مفصل ہدایات دینے کے بعد رپورٹوں کا انتظار فرماتے۔ رپورٹوں کے متعلق یہ مستقل ہدایت تھی کہ دن یا رات کے کسی بھی حصہ میں رپورٹ موصول ہو اسی وقت حضور کی خدمت میں پیش کی جائے۔ چنانچہ اکثر اوقات ایسا ہوا کہ رات کو ایک بجے یا دو بجے حضور آرام کرنے کیلئے گئے۔ اور تین بجے یا چار بجے کوئی رپورٹ آگئی اور جیسے ہی حضور کی خدمت میں اطلاع پہنچی حضور اس رپورٹ کو سننے اور اس پر کارروائی کروانے کے لئے اپنی لُدائی بشاشت و مستعدی کے ساتھ تشریف لے آتے اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ گویا حضور جاگ ہی رہے تھے اور یہ پتہ ہی نہ چلتا تھا کہ حضور آرام کس وقت فرماتے ہیں۔ اپنی غیر معمولی مصروفیات کا ذکر کرتے ہوئے سیدنا حضرت فضل عمر فرماتے ہیں:۔

"میں صبح ناشتہ کے بعد مدرسہ خواتین میں پڑھاتا ہوں۔ یہ ایک نیا مدرسہ قائم کیا گیا ہے جس میں چند تعلیم یافتہ عورتوں کو داخل کیا گیا ہے ان میں میری تینوں بیویاں اور لڑکی بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ چونکہ ہمیں اعلیٰ تعلیم کے لئے معلم عورتیں نہیں ملتیں اس لئے چِکیں ڈال کر عورتوں کو مرد پڑھاتے ہیں۔ آجکل میں ان عورتوں کو عربی پڑھاتا ہوں۔ مولوی شیر علی صاحب انگریزی پڑھاتے ہیں اور ماسٹر محمد طفیل صاحب جغرافیہ۔ سوا گھنٹہ تک میں انہیں پڑھاتا ہوں۔ اصل وقت تو ۴۵ منٹ مقرر ہے مگر سارے استاد اپنا کچھ نہ کچھ وقت بڑھا لیتے ہیں۔ کیونکہ مقررہ وقت کم ہے اور تعلیم زیادہ اس کے بعد اس کمرہ میں جہاں دوست ملاقات کرتے ہیں جاتا ہوں۔۔ ۔۔ وہاں آ کر میرا دفتری کام شروع ہوتا ہے ... اسوقت میں سلسلہ کے انتظامی کاموں اور کاغذات اور سکیموں کا مطالعہ کرتا ہوں اسی دوران میں دس بجے کے قریب ڈاک آجاتی ہے۔ جن میں روزانہ ... سو سوا سو خطوط ہوتے ہیں جو کم از کم دو اڑھائی گھنٹہ کا کام ہوتا ہے ... اس کے بعد کھانا کھانے جاتا ہوں۔ پھر نماز ظہر کے لئے جاتا ہوں۔ نماز پڑھانے کے بعد پھر آ کر سلسلہ کے کام جو سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں یا دفاتر کے کاغذات پڑھتے یا تدابیر سوچنے یا بعض علمی مضامین کے لئے مطالعہ کرتا ہوں ... اس کے بعد پھر عصر کی نماز ... پڑھانے کے بعد وہاں کچھ دیر دوستوں کے لئے بیٹھتا ہوں اور اگر درس ہو تو درس کے لئے چلا جاتا ہوں

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اِنسانی جسم

مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب ایم ایس سی ربوہ

انسان خدا تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ اس کے جسم کا ہر نظام عجیب و غریب اور دلچسپ ہے۔ اس کے جسم میں اس کی تمام ضروریات اللہ تعالیٰ نے بہترین نسبت کے ساتھ پوری کی ہوئی ہیں۔

مندرجہ ذیل باتیں قابل ذکر ہیں۔ جن پر غور کر کے ہمارے دل خدا کی حمد سے معمور ہو جاتے ہیں اور ورد کرتے ہیں کہ سب تعریف اس خالق و مالک کے لئے ہے۔ جس نے ہمیں یہ سب کچھ عطا کیا۔

(۱) ۱۴۰ پونڈ وزنی آدمی کے جسم میں اس قدر پانی موجود ہے جو دس گیلن ڈرم کو بھر سکتا ہے۔ اتنا چونا موجود ہے کہ ایک چھوٹے کمرے میں باآسانی سفیدی کی جاسکتی ہے۔ اس قدر گندھک موجود ہے کہ ایک پیکٹ گولیاں بن سکتی ہیں۔ اتنا لوہا موجود ہے کہ دو انچ لمبا میخ بنایا جاسکتا ہے۔ اتنی کاربن موجود ہے کہ ۹۰۰۰ لکھنے والی پنسلیں بنائی جاسکتی ہے۔ اتنی فاسفورس موجود ہے کہ ۲۲۰۰ ماچس کے سرے بنائے جا سکتے ہیں۔ اتنا میگنیشیم موجود ہے کہ ایک چمچہ نمک کی خوراک بن سکتی ہے۔

(۲) پانی کی مقدار سے ظاہر ہے کہ انسانی جسم میں یہ کل وزن کا ۹۰ فی صد ہے۔ پانی آکسیجن اور ہائیڈروجن کا مرکب ہے۔

(۳) انسانی جسم کے کام کو ایک فیکٹری سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ منہ کے راستے ایندھن (غذا) پائپ کے ذریعہ MIXING ROOM یعنی معدہ میں جاتا ہے۔ پھر ڈیوڈینم سے نشاستہ اور چربی کٹ کٹا کر ملتی ہے جہاں سے یہ فلٹر کا ٹیلز یعنی انتڑیوں میں سے گزرتا ہے اس میں سے ایسا خون جس میں کافی مقدار میں وہ کیمیائی مادہ ہوتا ہے جس کی جسم کو ضرورت ہوتی ہے جگر (LIVER) کو جاتا ہے۔ اور گندہ مادہ DUST BIN (فضلہ) میں چلا جاتا ہے۔ جگر خون میں جو زہریلا مادہ ہوتا ہے اُسے بے ضرر بناتا ہے اور کچھ غذائی مادے اپنے ہاں سٹور کر لیتا ہے۔ صاف خون دل (PUMP) کو جانے والی خون کی نالیوں میں چلا جاتا ہے۔ بعد استعمال دل اس خون کو پھیپھڑوں میں دھکیلتا ہے۔ دوسری طرف ہوا کی نالیوں (TRACHEA) کے ذریعہ پھیپھڑوں میں جو ہوا داخل ہوتی ہے اس میں سے آکسیجن خون جذب کر لیتا ہے اور یہ خون (AERATED BLOOD) دل کے دوسرے پمپ والے حصہ میں جاتا ہے جہاں سے دل اسے جسم کے مختلف حصوں میں دھکیلتا ہے۔ نچلے حصوں سے جسم کا استعمال شدہ خون جو کہ اب گندا (IMPURE) ہو چکا ہے گردوں میں جاتا ہے۔ گردے اس کی صفائی کر کے اس میں سے زہریلے مواد کو الگ کرتے ہیں اور گندا پانی اور زہریلا مواد پیشاب کی شکل میں غلاظت کے ڈرم (BLADER) مثانہ میں چلا جاتا ہے۔ اور صفا ہو جانے والا خون جگر (LIVER) کو چلا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ نظام سالہا سال جاری رہتا ہے۔

(۴) سر ایک الگ ورکشاپ ہے جس میں دماغ (BRAIN) ایک بہت بڑے سنٹرل ایکسچینج کا کام کرتا ہے جبکہ حرام مغز (SPINAL CHORD) جو کئی خلیوں (CELLS) پر مشتمل ہوتا ہے لوکل ایکسچینجوں کا کام کرتے ہیں۔ منہ میں غذا کی کٹنگ اور گرائنڈنگ کے بعد یہ ایندھن والی پائپ میں چلی جاتی ہے اور ناک میں سے ہوا چھن کر اور ایئر کنڈیشننگ پلانٹ سے ہو کر (TRACHEA) سانس کی نالی میں آتی جاتی ہے۔ آنکھ ایک کیمرہ کا عدسہ ہے جس کی فوکسنگ (FOCUSING) کا نظام آٹومیٹک ہے۔ پھر تقریر اور گفتگو کے ڈیپارٹمنٹ کا مینجر ہے۔ یادداشت کا مینجر ہے۔ بازو ہاتھ پاؤں اور کولھوں کی حرکات کا کنٹرولر ہے۔ سر کی حرکات کا سپرنٹنڈنٹ ہے۔ کیمرہ کی تصاویر کا ترجمان (INTERPRETER) ہے سونگھنے اور چکھنے کا کمرہ ہے۔ آٹومیٹک افعال اور روزمرہ کے کاموں کا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ REFLEX افعال کا کمرہ جسم کے عام حصوں میں جانے والی ٹیلیفون کی تاریں، سننے والا ڈیپارٹمنٹ اور پھر جنرل مینجر کا کمرہ اور اس کے ساتھ پرائیویٹ سیکرٹری کا کمرہ بھی ہے۔ یہ سب اپنا اپنا کام انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ رات دن لگاتار کرتے رہتے ہیں۔

(۵) آنکھ اپنی جگہ ایک بے مثال عضو ہے۔ یہ ایک ٹیبل ٹینس بال کے برابر ہے جس میں ایک کروڑ الیکٹرک کنکشن ہیں۔ اور یہ بیک وقت ۱۵ لاکھ پیغامات سے نمٹ سکتی ہے۔ انسان جو بھی علم حاصل کرتا ہے اس کا ۸۰ فی صدی حصہ بذریعہ آنکھ حاصل ہوتا ہے یہ بہترین ٹی وی کیمرہ سے بھی زیادہ حساس ہوتا ہے۔

پردۂ چشم (RATINA) جو کہ ایک مربع انچ سے کم ہوتا ہے اس میں پونے چودہ کروڑ RECEPTOR سیل ہوتے ہیں۔ ۱۳ کروڑ ریٹرز RODS برائے بلیک اینڈ وائٹ نظر اور ۷۰ لاکھ ریٹرز CONES برائے کلرڈ نظر ہوتی ہیں۔ آنکھ دن میں قریباً ایک لاکھ دفعہ فوکس کرنے کے لئے حرکت کرتی ہے اس کی یہ حرکات اس ورزش کے برابر ہیں جو کسی شخص کی ٹانگیں ۵۰ میل چل کر کرتی ہیں۔

(۶) کان بھی اپنی جگہ ایک عجوبہ ہے اس میں اس قدر الیکٹرک سرکٹس ہوتے ہیں جس قدر ایک عام شہر کی ٹیلیفون سروس کے ہوں کان ایک آٹومیٹک پائیلٹ کا کام دیتا ہے جو انسان کو لڑھکنے سے بچاتا ہے بیرونی کان سے اندر ڈرم کو جانے والی نالی میں ۴۰۰۰ موم کے غدود (GLANDS) ہوتے ہیں جو کیڑوں مکوڑوں۔ گرد اور انفیکشن سے اسے بچاتے ہیں۔ ڈرم صرف نصف انچ ہوتا ہے جس سے آواز کی لہریں ٹکراتی ہیں۔ یہ بہت ہی حساس ہوتا ہے ہلکی سے ہلکی سرگوشی بھی اسے جنبش دیتی ہے اور اس کی حرکت بعض اوقات ایک سنٹی میٹر کے لاکھویں حصہ کے برابر ہوتی ہے۔ یہ معمولی حرکت درمیانے کان تک پہنچتی ہے جو کہ ایک دانے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں ان حرکات کو بائیس گنا بڑھا کر اندرونی کان میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ اندرونی کان اصل آلہ ہے جس کے اندر ہزاروں بال نما NERVE سیل ہوتے ہیں جس میں پیدا ہونے والی لہریں سننے والی نس میں پہنچتی ہیں جس کا قطر پنسل کے سکّہ کے برابر ہوتا ہے لیکن اس میں بھی ۳۰ ہزار سرکٹس ہوتے ہیں۔ اس میں پیدا شدہ بجلی دماغ میں جاتی ہے جسے دماغ قابل فہم آواز میں تبدیل کر لیتا ہے گویا سننے کا عمل دراصل دماغ میں ہوتا ہے۔

(۷) ناک بھی عجیب اور مفید عضو ہے یہ بہت سے ایسے کام کرتا ہے جن کا ہمیں علم نہیں ہوتا۔ مثلاً جب ایک طرف کروٹ کے بل ہم سوتے ہیں تو اس طرف کا نتھنا تھک کر ایک خاموش سگنل دیتا ہے جس پر ہم کروٹ بدل لیں گے اور اس طرح ہمارے پھیپھڑے لمبا عرصہ ایک ہی طرف سونے کی بنا پر اکڑنے سے بچ جاتے ہیں۔ جو کھانا ہم کھاتے ہیں ناک خود بخود اسے سونگھ لیتا ہے اور خراب کھانے کی شناخت کر کے ہمیں اس کے مضر اثرات سے بچا لیتا ہے اسی طرح اچھی چیزوں کی خوشبو سونگھ کر منہ میں پانی (SLIVA) اور ہاضمہ کرنے والے جوس پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھیپھڑوں میں جانے والی ہوا کو ناک صاف کرتا اور موافق کرتا ہے۔ روزانہ قریباً ۵۰۰ مکعب فٹ ہوا یہ صاف کرتا ہے اس کا AIRCONDITIO - NING سسٹم چند انچ لمبائی میں واقع ہے جو کہ ایسی ہوا پھیپھڑوں کو بھیجتا ہے جس کا درجہ حرارت ۳۵° سنٹی گریڈ (۹۵° فارن ہائیٹ) اور جس میں نمی کا تناسب ۷۵ سے ۸۰ فی صد ہوتا ہے عام ناک ۴۰۰۰ مختلف خوشبوؤں اور بدبوؤں کی تمیز کر سکتا ہے بلکہ بہت حساس ناک ۱۰ ہزار تک کر سکتا ہے اندھے اور بہرے لوگوں کے لئے شناخت کا ایک آلہ ناک بھی ہے جس کے ذریعہ مختلف خوشبوؤں کو سونگھ کر لوگوں۔ مکانوں اور کمروں کی شناخت کر سکتے ہیں۔ بڑھاپے میں آنکھ اور کان کی نسبت ناک کی کارکردگی بہتر رہتی ہے جس کے کئی فوائد ہیں

(۸) زبان بھی ایک حیرت انگیز عضو ہے جو چکھنے، کھانے کو منہ میں گھمانے لُوتھ پک کا کام کرتے، نگلنے کے عمل اور ہاضمے کے عمل میں مدد دیتی اور بولتے یعنی مافی الضمیر ادا کرنے کے کام آتی ہے۔ اس کی رنگت اور اس کے اوپر سفید یا سبزی مائل سفید COAT سے امراض کی شناخت بھی ہوتی ہے۔ عموماً یہ سُرخ اور نرم ہوتی ہے۔ یرقان سے اس کی رنگت پیلی ہو جاتی ہے۔ بعض بیماریوں میں یہ آگ کی طرح سُرخ اور بعض میں نیلی ہو جاتی ہے۔ یہی حال دیگر اعضاء کا ہے۔

غرضیکہ ہمارے خالق و مالک نے ہمیں بے نظیر جسم اور بے مثال اعضاء سے نوازا ہے۔

ذرہ ذرہ میں نشاں ملتا ہے اس دلدار کا
اس سے بڑھ کر کیا ذریعہ چاہیئے اظہار کا
(کلام محمود)

چندہ عام - حصہ آمد - چندہ جلسہ سالانہ اور تزکیہ اموال ادا فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ (ناظر مال)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

پس منظر

نمیبیا آزادی کی طرف رواں دواں

(NAMIBIA)

جنوب مغربی افریقہ کا ملک نمیبیا جنوب مغربی افریقہ کے نام سے مشہور تھا جسے ۱۹۶۰ء میں نمیبیا کا نام دیا گیا۔ اس ملک کا دارالحکومت وائنڈ ہوئیک (WINDHOEK) ہے یہ ملک بحرِ اوقیانوس، انگولا، زیمبیا، بوٹسوانہ اور جنوبی افریقہ کے درمیان واقع ہے۔ اس ملک پر عرصہ دراز تک جرمنی کا قبضہ رہا ہے۔ ۱۹۱۵ء میں جنوبی افریقہ نے فوج کشی کر کے اس پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اور ابھی تک یہ ملک جنوبی افریقہ کے زیرِ نگیں ہے۔

نمیبیا کی آبادی ۱۵ لاکھ افراد پر مشتمل ہے جن میں ۹۵ فی صدی مقامی آبادی ہے۔ اور صرف ۵ فی صدی گورے نسل پرستوں کی آبادی ہے جو تعداد میں ۷۵ ہزار بتائے جاتے ہیں۔

نمیبیا کا مجموعی رقبہ ۸۲۴... مربع کلومیٹر ہے افریقی عوام کے پاس ملک کا صرف ایک لاکھ مربع کلومیٹر رقبہ ہے۔ ۳½ لاکھ کلومیٹر رقبہ پولیس زون کہلاتا ہے جہاں یورپی سفید فام باشندوں نے بڑے بڑے زرعی فارم قائم کر رکھے ہیں۔

نمیبیا اور جنوبی افریقہ، براعظم افریقہ کے صرف یہ دو ممالک ایسے ہیں جہاں پر گوروں کی نسل پرست حکومتیں قائم ہیں۔

نمیبیا کا سارا ملک صحرائی ہے لیکن خدا نے اسے انتہائی قیمتی معدنیات سے مالا مال کر رکھا ہے۔ اس ملک کی معیشت کا انحصار ہیرے، یورینیم اور تانبے کی کانوں پر ہے۔ ہیرے کی پیداوار میں کانگو، جنوبی افریقہ گھانا اور سیرالیون کے بعد پانچویں نمبر پر آتا ہے۔ مچھلی اور گوشت کی ایکسپورٹ بھی نمیبیا کی معیشت کا اہم حصہ ہے لیکن اس ملک کی معیشت پر سفید فام نسل پرست باشندوں کا قبضہ ہے اور وہی اس کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ قومی پیداوار میں مچھلی زراعت اور معدنیات کا حصہ ۸۴ فیصدی ہے جبکہ باقی رقوم محصول اور ٹیکس سے جمع ہوتی ہیں۔ گذشتہ سال قومی پیداوار ۱½ ارب ڈالر تھی۔ اگر فی کس سالانہ آمدنی کو دیکھا جائے تو مقامی آبادی کی نسبت گوروں کی فی کس سالانہ آمدنی کہیں زیادہ ہے۔ گوروں کی فی کس سالانہ آمدنی ۲۹۰۰ ڈالر سالانہ ہے جبکہ مقامی آبادی کی صرف ۱۶۵ ڈالر سالانہ ہے۔ جیسا کہ یہ ذکر ہو چکا ہے کہ اس ملک پر جنوبی افریقہ کا تسلط ہے وہ نمیبیا سے ۸ ارب ڈالر پر مشتمل فارن ایکسچینج سے بھی بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔ جو جنوبی افریقہ کے بنکوں میں ذخائر کی صورت میں جمع ہے۔

نمیبیا کی مقامی آبادی گذشتہ کئی برسوں سے جنوبی افریقہ کی نسل پرست حکومت سے نبرد آزما ہے اور جدوجہد آزادی میں مصروف کار ہے۔ ۱۹۶۰ء میں نمیبیا کی آزادی کے لئے سواپو (ساؤتھ ویسٹ افریقن پیپلز آرگنائزیشن) کے نام سے ایک تنظیم قائم ہوئی۔ جس کے رہنما "سام نجوما" ہیں ان کی قیادت میں مقامی آبادی آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے۔ گو کہ جنوبی افریقہ اس بات کی یقین دہانی کروا چکا ہے کہ وہ نمیبیا کو آزاد کر دے گا لیکن اس پر ابھی تک عمل درآمد نہیں ہو سکا۔

جنوبی افریقہ نے اس ملک کی آزادی کی لہر کو دبانے کے لئے ملک کی مقامی آبادی پر بڑے مظالم توڑے ہیں۔ کئی بار قتل عام بھی کیا گیا، مقامی آبادی پر ہوائی حملے بھی کئے گئے، ایک مرتبہ ۱۸ ہزار افراد کو صحرا میں دھکیل دیا گیا جہاں وہ بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گئے۔ لیکن یہ سب باتیں مقامی آبادی کو جدوجہد آزادی سے نہیں روک سکی ہیں۔ اور سام نجوما اپنی قیادت میں آزادی کے اس قافلے کو منزل مقصود تک لے جانے میں سر توڑ کوششیں کر رہے ہیں۔

گذشتہ سال یہ فیصلہ ہوا تھا کہ یکم نومبر کو نمیبیا کو آزاد کر دیا جائے گا لیکن عین وقت پر جنوبی افریقہ نے یہ شرط لگادی کہ نمیبیا کے پڑوسی ملک انگولا سے کیوبا کی فوجیں واپس چلی جائیں تو نمیبیا کو آزاد کر دیا جائے گا۔ اور یہی شرط نمیبیا کی آزادی میں سب سے بڑی رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ انگولا میں ایک اعداد و شمار کے مطابق ۵۰ ہزار کیوبن فوج موجود ہے۔ جو انگولا کی حکومت کی مدد و معاونت کی غرض سے وہاں آئی ہوئی ہے۔ کیونکہ جنوبی افریقہ نے ۱۹۷۵ء میں انگولا پر اس کی آزادی کے بعد فوج کشی کی تھی۔ اور تب سے اب تک کیوبا کی فوجیں وہاں موجود ہیں۔ نمیبیا کی آزادی میں رکاوٹ کی ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ نمیبیا سے جنوبی افریقہ اتنی جلدی نکلنا نہیں چاہتا کیونکہ اگر وہ نمیبیا سے ایک بار بے دخل ہو گئے تو پھر جنوبی افریقہ پر ان کی نسل پرست حکومت بھی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جنوبی افریقہ نمیبیا میں اپنی فوج کی تعداد بھی بڑھا رہا ہے۔ تاکہ وہ اپنا اثر قائم کر سکے اور مقامی آبادی جدید اسلحہ سے لیس اس فوج سے ہراساں ہو کر نمیبیا کی آزادی کا نام لینا چھوڑ دے۔

۲۱ دسمبر ۱۹۸۸ء کو جنوبی افریقہ، انگولا، کیوبا اور امریکہ کے مابین ایک معاہدہ ہو چکا ہے اس کے نتیجہ میں قوی امکانات ہیں کہ اپریل ۱۹۸۹ء تک نمیبیا کی آزادی ممکن ہو سکے گی۔

لیکن جنوبی افریقہ کی عائد کردہ شرط کے مطابق ابھی تک کم و بیش ۲ ہزار کیوبن فوجی انگولا سے جا چکے ہیں۔ اور وہ اپنی مکمل فوجیں یکم جولائی ۱۹۹۱ء تک ہی اس ملک سے نکالے گا اور تب ہی نمیبیا میں افریقہ کی ۵۱ ویں آزاد حکومت قائم ہو سکے گی۔

ق ۔ د

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

• مکرم مولوی عبدالرحیم عارف صاحب مربی سلسلہ کی اہلیہ ان دنوں شدید بیمار رہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ عبدالحلیم عارف ۔ ربوہ

• مکرم چوہدری احمد مسعود نصراللہ خان صاحب کی بیوہ محترمہ فہمیدہ بیگم صاحبہ پر ۱۵ جنوری کو دل کا شدید حملہ ہوا تھا۔ اب حالت قدرے بہتر ہے۔ احباب جماعت سے ان کی صحتِ کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

منصور احمد ناصر ۔ مربی سلسلہ ڈسکہ

• خاکسار مختلف عوارض کی وجہ سے بیمار ہے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتا ہوں

ملک عنایت اللہ ۔ جہلم

• خاکسار کے ہمزلف مکرم نعیم شاہ صاحب آف شاہ میڈیکو کی اہلیہ سکوٹر سے گرنے کی وجہ سے زخمی ہیں احباب سے ان کی صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے

اصغر علی ۔ فیصل آباد

• خاکسار کی اہلیہ بعارضہ شوگر بیمار ہیں جرمنی میں علاج ہو رہا ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کامل عطا فرمائے۔

محمد خان ۔ علی پور

• میری والدہ اہلیہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب دہلوی کا کینیڈا میں پیٹ کا اپریشن ہوا ہے۔ احباب سے ان کی کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

نسیم الرحمٰن ۔ کراچی

ولادت

خداوند کریم نے اپنے فضل سے مکرم میاں ریاض احمد صاحب کو دو بچیوں کے بعد ۳۰ نومبر ۱۹۸۸ء پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام توصیف احمد تجویز کیا گیا ہے۔

نومولود محترم چوہدری عبدالغنی صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ (دارالذکر) کا پوتا اور مکرم چوہدری سعید احمد صاحب ناصر کا نواسہ ہے

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے نومولود کو صحت و سلامتی کے ساتھ پروان چڑھائے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔

محمد اعظم اکسیر مربی سلسلہ احمدیہ فیصل آباد

واہ کینٹ / ٹیکسلا میں نمائندہ الفضل کا تقرر

واہ کینٹ اور ٹیکسلا کے احباب کی سہولت کے لئے مکرم فیاض احمد صاحب کو الفضل کا نمائندہ مقرر کیا گیا ہے۔ نئی خریداری، توسیع اشاعت الفضل حصول اشتہارات و دیگر امور کے لئے ان سے رابطہ قائم کریں۔ ہر قسم کی ادائیگی کر کے ان سے رسید حاصل کریں، اور ہر قسم کا تعاون فرمائیں۔ ہر جمعہ فیاض احمد صاحب احمدیہ دارالحمد واہ کینٹ میں مل سکیں گے۔

مینجر الفضل

Digitized By Khilafat Library Rabwah

افکارِ معاصرین

یہ قاتلوں کی جماعت یہ رہزنوں کا گروہ

قاتل کے لغوی معنی تو عام طور پر وہی ہیں جس سے ہم آپ سب واقف ہیں یعنی کسی انسان کو مار ڈالنے والا قاتل کہلاتا ہے۔ اور اس کی دو قسمیں نمایاں ہیں۔ ایک دانستہ قتل دوسرا دھوکے میں کسی کے ہاتھوں کسی کا ہلاک ہو جانا انگریز کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق دانستہ قتل کو قتلِ عمد کہا جاتا ہے اور اس کی سزا موت مقرر کی گئی ہے۔ یعنی جان کے بدلے جان

قرآن کریم نے بھی قتل کو نہایت مکروہ فعل گردانا ہے۔ اور اس کے لئے قصاص سزا اور دیت کی رعایت رکھی گئی ہے۔ یعنی اگر مقتول کے ورثاء چاہیں تو جان کے بدلے جان اور بہ رضا و رغبت قبول کریں تو مرنے والے کا معاوضہ لے کر قاتل کو معاف کر سکتے ہیں قتلِ عمد کی ذیل میں وہ ڈاکو اور رہزن بھی آتے ہیں جو لوٹ مار کے دوران مزاحمت کرنے والوں کو قتل کر دیتے ہیں یا اپنی کاروائی کے بعد اس خوف سے قیمتی جان ضائع کر دیتے ہیں کہ ان کی نشاندہی نہ ہو سکے۔ قتل کی ایک دوسری قسم بھی ہے جو شاعروں کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ ہماری کلاسیکی شاعری ایسے قاتلوں سے بھری پڑی ہے شاعر کا محبوب کیا ہے۔ اچھا خاصا ماہر قاتل ہے چھری کانٹے اور تیر تلوار سے لیس ہے۔ کسی کو مسکراہٹ کی تلوار سے کسی کو تیغ ابرو سے کسی کو خنجر چشم سے قتل کر دینا اس محبوب کا محبوب مشغلہ ہے اور شاعر بار بار قتل ہونے کے باوجود زندہ رہتا ہے بلکہ مزید قتل ہونے کی تمنا کرتا ہے۔ اور قاتل دندناتا پھرتا ہے اس پر کوئی مقدمہ نہیں بنتا تو ایک شاعر تڑپ کر کہتا ہے۔

یارب نگاہِ ناز پہ لائسنس کیوں نہیں
یہ بھی تو قتل کرتی ہے تلوار کی طرح

میر تقی میر اپنے عشوہ طراز محبوب کا اس انداز میں شکوہ کرتے ہیں۔

قتلِ عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا

الغرض ایسی قاتلانہ شاعری ہماری کلاسیکی شعری ادب کا اچھا خاصا اور اہم حصہ ہے یہاں محض بطور جملہ معترضہ ذکر کیا گیا۔ تاکہ اب جس قتل کی نشاندہی کر رہا ہوں اس کی اہمیت واضح ہو سکے اور آپ ایک مرتبہ کچھ سوچنے پر مجبور ہو سکیں

قتل کا انوکھا طریقہ

انسانی ذہانت و فطانت نے قتل عام کا ایک انوکھا طریقہ بھی دریافت کیا ہے یہ قتل کسی سے مخالفت یا مخاصمت کی بنیاد پر نہیں بلکہ ذاتی منفعت، راتوں رات امیر بننے کی ہوس کی خاطر اپنی خباثتِ طبع کی بدولت کیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مشہور کمپنیوں کی پیٹنٹ اور قیمتی دواؤں کے نام پر نقلی اور ضرر رساں دوائیں تیار کر کے بازار میں پھیلا دی جاتی ہیں جس کے نتیجے میں مریض کو بہت جلد اپنے مرض اور اپنی زندگی دونوں سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔ بعض اوقات تو غلط انجکشن لگنے سے مریض فوری طور پر علائق دنیاوی سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کی خوفناکی اور ہولناکی کا اندازہ مجھے چند روز قبل ٹی وی پر ایک پروگرام دیکھ کر ہوا جس میں لاہور میں جعلی ادویات تیار کرنے والی بعض فیکٹریوں کے لوگوں سے انٹرویو اور پروڈیوسر کا تبصرہ شامل تھا۔ پروگرام میں بتایا گیا تھا کہ کس طرح یہ لوگ قیمتی انجکشن اور دوسری اچھی دواؤں کے نام سے نقلی مال تیار کر کے عوام کی جان سے کھیلتے ہیں۔ اور انہیں ایک لمحے کے لئے خدا رسول اور آخرت کا خوف دامن گیر نہیں ہوتا ان کی بلا سے کوئی مرتا ہے تو مر جائے۔ ان کی دو نمبر کی دوائیں بکنی چاہئیں۔

اس قتل عام میں جعلی دوائیں تیار کرنے والے ہی قابل سزا مجرم نہیں بلکہ اس سے واقفیت رکھنے کے باوجود اسے فروخت کرنے والے بھی برابر کے مجرم ہیں۔ اور یہاں بھی وہی ہوس زر کا جذبہ کارفرما ہے۔ یعنی اصلی دوا پر فرض کیجئے کہ دس روپے پر ایک روپیہ کمیشن ہے تو جعلی دوا پر اس سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا یہ غریب کیمسٹ (جو اس میں ملوث ہیں) وہ زیادہ منافع کیوں نہ حاصل کریں۔ ان پڑھ عوام اور سادہ لوح خواتین کو بظاہر وہی دوائیں دی جائیں گی جو ڈاکٹر صاحبان نے لکھی ہیں۔ لیبل پر وہی نام چھپا ہوگا۔ لیکن حقیقت میں وہ اصلی نہیں بلکہ نقلی دوائیں ہوں گی۔ مریض پریشان کو بے دریغ پیسہ خرچ کرنے کے باوجود شفا نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر حیران کہ اس نے بہتر سے بہتر دوا تجویز کی پھر شفا کیوں نہیں؟ اور اس طرح یہ چکر چلتا رہتا ہے۔

بعض اوقات اکثر سرکاری ملازمین کے بل جو ان کے دفاتر کو بھیجے جاتے ہیں ان میں اصلی دواؤں کی قیمت درج ہوتی ہے اور جو دوا دی جاتی ہے وہ نقلی اور کم قیمت ہوتی ہے۔ اس طرح گویا دوگنا اور سہ گنا منافع کمایا جاتا ہے۔

قاتلوں اور راہزنوں کا یہ گروہ ایک مدت سے اپنا کام بڑی خوبی و ذہانت سے انجام دے رہا ہے صرف دواؤں پر ہی منحصر نہیں ہے مرچ میں اینٹ نمک میں سفید پتھر، چائے کی پتی میں استعمال شدہ پتی دودھ میں پانی، دیسی گھی میں بناسپتی، آٹے میں خشک روٹی، غرض اشیائے صرف میں کونسی ایسی شے ہے جس میں ملاوٹ کا عمل نہ ہو۔ اور ملاوٹ کرنے والوں میں بڑے بڑے قابلِ احترام اور صاحب اثر حضرات کے اسمائے گرامی بھی نظر آتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ایسا کرنے والوں میں اتنی جرأت کیسے پیدا ہو جاتی ہے؟ کیا ملاوٹ کر کے انسانی صحت کو تباہ کرنے والے اور ان کی جانوں کو ضائع کرنے والے قاتلوں کی صف میں نہیں آتے؟ اور کیا دواؤں کے ذریعے انسانی جانوں سے کھیلنے والوں پر قتل کا مقدمہ نہیں بن سکتا؟ اس کا سیدھا اور آسان جواب یہ ہے کہ قانون کا صحیح نفاذ نہیں ہو رہا۔ اور اس وقت تک نہیں ہوگا۔ جب تک عہدہ، دولت اور سفارش کی بدولت "مک مکاؤ" کا چکر چلتا رہے گا۔

ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی۔
نومبر ۱۹۸۷ء صـ۴۲

کاش آپکے والد صاحب آپکا مشورہ مان لیتے

مرحوم صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے بڑے صاحبزادے اور ان کے سیاسی جانشین بننے کے لئے کوشاں جناب اعجاز الحق نے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ "میں نے والد صاحب کو اقتدار سے الگ ہونے کا مشورہ دیا تھا" لیکن انہوں نے میرا مشورہ نہیں مانا۔ اگر اعجاز الحق صاحب نے واقعی مرحوم کو یہ مشورہ دیا تھا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ (اعجاز الحق) رائے عامہ سے نسبتاً بہتر آگاہ تھے اور انہوں نے یہ بھانپ لیا ہوگا آنے والا وقت ضیاء الحق ہائے ہائے۔ اور ضیاء الحق جاوے ای جاوے کا وقت تھا۔ ۲۹ مئی کے صدارتی فرمان کے بعد جو کہ سپریم کورٹ کے متفقہ فیصلے کے مطابق بدنیتی پر مبنی تھا۔ بیک وقت شیروانی اور وردی پوش صدر تنہا رہ گئے تھے۔ ان کا یہ انتہائی غیر جمہوری بلکہ آمرانہ فیصلہ اور اس فیصلے کے بعد کے ان کے چند دیگر اقدامات اس بات کی علامت تھے کہ موصوف اپنی روایتی فہم و فراست اور فراخ دلی کے قابل تعریف جوہر سے محروم ہو چکے تھے اور ان کی متوازن سوچ پر پردہ پڑ چکا تھا۔

اس پس منظر میں ہم سمجھتے ہیں کہ جناب اعجاز الحق نے مرحوم کو جو مشورہ دیا تھا وہ اخلاص پر مبنی تھا ایک اہل الرائے فرمانبردار بیٹا اپنے منہ زور باپ کو اس سے اور اچھا مشورہ کیا دے سکتا تھا

کاش مرحوم اپنے بیٹے کا مبنی برحق مشورہ مان لیتے۔

ہفت روزہ حرمت۔ راولپنڈی

بقیہ: مصروفیات

یا بیٹھ کر خطوط کے جواب لکھاتا ہوں کہ مغرب کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ وہ پڑھاتا ہوں اور اس کے بعد کھانا کھا کر عشاء کی نماز تک مطالعہ کرتا ہوں اور پھر عشاء کی نماز کے بعد کام کے لئے اسی کمرہ میں چلا جاتا ہوں۔ جہاں ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک ترجمہ کا کام کرتا ہوں۔ پھر علمی شوق کے لئے ذاتی مطالعہ کرتا ہوں۔ ... ساڑھے بارہ بجے یا ایک بجے تک مطالعہ کرتا ہوں۔ اس کے بعد جب بستر پر لیٹتا ہوں تو تھکان کی وجہ سے نیند نہیں آتی۔ آنکھوں کے سامنے چیزیں ہلتی ہوئی نظر آتی ہیں کیونکہ تھکان کی وجہ سے اعصاب کانپ رہے ہوتے ہیں اسی حالت میں نیند آجاتی ہے پھر صبح کی نماز کے بعد کام کا یہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔"

مشکلات اور مصروفیات میں خدائی تائید و نصرت اور کام کی استعداد میں اضافہ و ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

"جب بھی کوئی مشکل وقت مجھ پر آیا ہے اس وقت میں نے اپنے اندر بہت زیادہ قوت پائی ہے۔ باوجود اس بیماری کے جو اس سفر میں ہوئی (پہلا سفر یورپ) یعنی آٹھ آٹھ دفعہ پاخانہ کے لئے جانا پڑتا تھا۔ ... مگر چونکہ کام تھا اس لئے میں نے اس بیماری کی کوئی پرواہ نہیں کی اور برابر کام میں لگا رہا لیکن بیروت اور شام کے درمیان دوران سفر میں ایک دن کام نہ تھا تو ایسی حالت ہوئی کہ میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے اور غشی تک نوبت پہنچ گئی۔ ... میں نے دیکھا ہے کہ جتنا کبھی کام بڑھا ہے اتنی ہی زیادہ خدا تعالیٰ نے طاقت دی ہے۔ پس مشکلات کوئی چیز نہیں اگر خدا تعالیٰ پر بھروسہ اور یقین ہو تو مشکلات کمزور نہیں کرتیں بلکہ طاقتور بناتی ہیں۔ ..."

ے کہتا ہوں سچ کہ فکر میں تیری ہی غرق ہوں
اے قوم سن کہ تیرے لئے مر رہا ہوں میں
کیا جانے تو کہ کیسا مجھے اضطراب ہے
ایسا تپاں ہے سینہ کہ دل تک کباب ہے"

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اگر اس وقت جماعت کا کوئی فرد اپنے ذاتی اخراجات میں تخفیف نہیں کرتا تو وہ اسراف سے کام لیتا ہے

حضرت فضلِ عمر کے ارشاداتِ عالیہ

"اس زمانہ میں زیادہ تر شادی بیاہ کے موقع پر لوگ اپنی ناک رکھنے کیلئے زیورات وغیرہ پر طاقت سے زیادہ روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ جو انجام کار ان کیلئے کسی خوشی کا موجب نہیں ہوتا کیونکہ انہیں دوسروں سے قرض لینا پڑتا ہے جس کی ادائیگی انہیں مشکلات میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اگر کسی کے پاس وافر روپیہ موجود ہو تو اس کیلئے شادی بیاہ پر مناسب حد تک خرچ کرنا منع نہیں۔ لیکن جس کے پاس نقد روپیہ موجود نہیں وہ اگر ناک رکھنے کے لیے قرض لیکر روپیہ خرچ کریگا تو اس کا یہ فعل اسراف میں شامل ہوگا۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسراف کی شکلیں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں۔ مثلاً اگر ایک شخص کی آمد دو چار ہزار روپیہ ماہوار ہے۔ اور وہ پندرہ بیس روپے گز کا کپڑا پہنتا ہے یا پانچ سات سوٹ تیار کرا لیتا ہے تو اس کے مالی حالات کے مطابق اسے ہم اسراف نہیں کہیں گے لیکن اگر خدانخواستہ اس کے بیوی بچے بیمار ہو جائیں اور وہ ایسے ڈاکٹروں سے علاج کروائے جو قیمتی ادویات استعمال کروائیں اور ہزار میں سے پانچ سات سو روپیہ اس کا دواؤں پر ہی خرچ ہو جائے اور اس کے باوجود وہ اپنے کھانے پینے اور پہننے کے اخراجات میں کوئی کمی نہ کرے تو پھر اس کا یہی فعل اسراف بن جائے گا۔ حالانکہ عام حالات میں یہ اسراف میں شامل نہیں تھا۔ اسی طرح جب بھی کسی خرچ کے مقابلہ میں دوسری ضروریات بڑھ جائیں تو اس وقت پہلے خرچ کو اسی شکل میں قائم رکھنا جس شکل میں پہلے تھا اسراف میں شامل ہو جائے گا۔ مثلاً اس زمانہ میں (دین حق۔ ناقل) کی اشاعت کے لیے ہمیں کروڑوں روپیہ کی ضرورت ہے مختلف ممالک اور اکناف سے آوازیں آرہی ہیں کہ ہماری طرف ایسے لوگ بھیجے جائیں جو ہمیں (دین حق۔ ناقل) کی تعلیم سکھائیں۔ ایسا لٹریچر بھیجا جائے جو ہمارے شبہات کا ازالہ کرے۔ اگر اس وقت ہماری جماعت کا کوئی فرد اپنے کھانے اور پینے اور پہننے کے اخراجات میں تخفیف نہیں کرتا اور زیادہ سے زیادہ روپیہ (دین حق۔ ناقل) کی اشاعت کے لئے نہیں دیتا تو گو عام حالات میں اس کا اچھا کھانا پینا اور پہننا اسراف میں شامل نہ ہو مگر موجودہ زمانہ میں اس کا اپنے کھانے پینے اور پہننے پر زیادہ خرچ کرنا یقیناً اسراف میں شامل ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے جماعت میں تحریک جدید جاری کی اور اسے ہدایت کی کہ وہ ایک کھانا کھائے۔ جن لوگوں کے پاس کپڑوں کے چند جوڑے موجود ہوں وہ ان کے خراب ہونے تک محض شوق پورا کرنے کے لئے نئے جوڑے نہ بنوایا کریں جو لوگ نئے کپڑے زیادہ بنوایا کرتے ہوں وہ نصف یا تہائی چوتھائی یا ⅛ پر آجائیں۔ عورتیں اپنے اوپر یہ پابندی عائد کریں کہ وہ محض پسند پر کپڑا نہیں خریدیں گی بلکہ ضرورت پر کپڑا لیں گی اور گوٹہ کناری اور فیتہ وغیرہ نہیں خریدیں گی نہ نئے نئے زیورات پر اپنا روپیہ برباد کریں گی۔

حضرت حکیم نظام جان کے مشہور دواخانہ پر

حکیم عبدالحمید اعوان

ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد ڈیٹر بکس) ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ خواتین کیلئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے

منیجر: **مشہور دواخانہ**

نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک ربوہ

جدید نسخہ جات کے سیمپلز اور لٹریچر

ڈاکٹرز (ایم بی بی ایس) ہومیوپیتھک ڈاکٹرز اور حکیم حضرات کیلئے خط آنے پر مفت ارسال کئے جاتے ہیں۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ

فون: سیلز آفس ۱۱: کلینک ۶۰۶ : رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

خبریں

★ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ مارشل لاء دور میں انتقامی طور پر ملازمتوں سے نکالے گئے ملازمین کی بحالی کا جائزہ لینے کے لئے ٹریبونل قائم کئے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اخبارات کے نیوز پرنٹ کو بھی فری لسٹ پر لانے کا معاملہ زیر غور ہے۔ انہوں نے کہا کہ آٹھویں ترمیم کا شریعت یا وزیر اعظم اور صدر کے اختیارات میں توازن سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ محض ایک پردہ تھا جو آمریت کے دور میں مارشل لاء کے جرائم کو چھپانے کیلئے پہنایا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مارشل لاء دور میں کوڑے کھانے والے تین صحافیوں کو میڈل دیئے جائیں گے۔

★ جمعیت علمائے اسلام کے سیکرٹری جنرل مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ بلوچستان میں پیپلز پارٹی جو گورنر مقرر کرے گی ہم اسے قبول کرلیں گے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان اسمبلی کے سپیکر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ آٹھویں ترمیمی بل کے بارے میں انہوں نے کہا کہ اس بل کے خاتمے کے لئے ہم اتفاق رائے حاصل کرنے کے لئے پیپلز پارٹی سے تعاون کریں گے۔

★ سری لنکا میں سیاسی تشدد کے نتیجے میں چوبیس گھنٹوں کے اندر مزید ۵۰ افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ پارلیمانی انتخابات میں تین ہفتے رہ گئے ہیں۔

★ پاکستان اور نیوزی لینڈ کے درمیان تین روزہ کرکٹ میچ ہار جیت کے فیصلے کے بغیر ختم ہوگیا۔ سکور اس طرح ہے:
پاکستان ۳۰۲ رنز اور ۱۰۸ رنز تین کھلاڑی آؤٹ۔ نیوزی لینڈ پریذیڈنٹس الیون ۲۶۱ رنز ۵ کھلاڑی آؤٹ۔

★ آسٹریلین اوپن ٹینس چمپئن شپ میں مغربی جرمنی کی سٹیفی گراف نے ارجنٹائن کی گبریلا سباٹینی کو ہرا دیا۔ اب سٹیفی گراف کا مقابلہ فائنل میں چیکوسلواکیہ کی ہیلینا سکووا کے ساتھ ہوگا۔

★ انگلینڈ کی کرکٹ ٹیم کے آدھے سے زیادہ کھلاڑی اپنے ٹیسٹ کیرئر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انٹرنیشنل کرکٹ کانفرنس کے قوانین سے بغاوت کرتے ہوئے جنوبی افریقہ کا دورہ کرنے کو تیار ہیں۔ ان کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ معاوضہ معقول ہونا چاہیئے۔

★ باخبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کے صدر جارج بش نے وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو کو دورہ امریکہ کی دعوت دی ہے۔

★ روس کے وزیر خارجہ ایڈورڈ شیوارناڈزے افغان مسئلہ کے حل کے لئے ۴ فروری کو اسلام آباد آئیں گے۔ واضح رہے کہ ۱۵ فروری افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کے لئے آخری تاریخ ہے۔

★ امریکہ اور شمالی کوریا کے درمیان بیجنگ میں خفیہ مذاکرات ہوئے ہیں۔ مذاکرات کی کوئی تفصیل جاری نہیں کی گئی۔

★ معلوم ہوا ہے کہ ملک میں گندم کی قلت سے نپٹنے کے لئے ۲۳ لاکھ ٹن گندم امریکہ سے درآمد کی جائے گی۔

★ ۸۶ سالہ ایرانی رہنما آیت اللہ خمینی صحت مند ہیں اور اپنی بے حد مصروفیات کے باوجود اپنی رہائش گاہ پر نکاح بھی پڑھاتے ہیں۔

● سکوائش کے عالمی نمبر ۲ کھلاڑی جان شیر خان نے کہا ہے کہ ان کے اور عالمی چیمپئن جہانگیر خان کے درمیان کوئی تعصب موجود نہیں ہے۔ کھیل میں ہار جیت تو ہوتی ہی ہے اس لئے وہ جیتیں یا جان شیر خان" بات ایک ہی ہے کیونکہ جیت کسی کی بھی ہو اس سے پاکستان کا ہی نام بلند ہوگا۔

بقیہ: خصوصی پیغام

روحانیت کے آسمان کے ستارے بنیں جیسا کہ حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ کو اس دنیا میں بھی سرخرو کرے اور آخرت میں بھی آپ پر اپنے فضلوں اور رحمتوں کی بارشیں نازل کرے اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آپکی جماعت فی الحقیقت مجھے بہت عزیز ہے اور میں ہمیشہ آپکو اپنے قریب دیکھنا چاہتا ہوں۔ خدا حافظ

والسلام خاکسار

(دستخط)

مرزا طاہر احمد

امام جماعت احمدیہ